ڈاکٹر محمد ہارون قادر

شعبہ اردو ، جی سی یونیورسٹی لاہور

# فنِ سوانح نگاری اور اُردو ادب

---

***Dr Muhammed Haroon Qadir***

Urdu Department, G C University, Lahore

**Art of Biography and Urdu Literature**

Biography is one of the various genres of Urdu literature. It is the elaboration of a personality and events of life. It is an off shoot of History.Manaqib, Rijal, Seerat and Tazkira all are the sub-categories of biography.Renowned biographers have widened the scope of Urdu literature by improving upon the caliber of biographical sketches.

---

اُردو ادب کی دیگر اصناف کی طرح سوانح نگاری کے ارتقاء پر نظر ڈالی جائے تو ابتدا میں اسے تاریخ کی ایک شاخ تصور کیا جاتا تھا۔ مغرب میں بھی ایک مدت تک تاریخ اور سوانح میں کوئی فرق روا نہ رکھا گیا۔ سترہویں صدی کے نصف آخر میں سوانح عمری کو ادب کی ایک مستقل صنف کا درجہ حاصل ہوا۔ ڈرائیڈن پہلا شخص تھا جس نے ۱۶۸۳ء میں پہلی بار لفظ ''سوانح عمری'' ۱؎ کی تعریف کی۔ وہ بیان کرتا ہے:

> "The history of particular man's lives." ۲؎

آکسفورڈ ڈکشنری میں سوانح عمری کی تعریف اس طرح کی گئی ہے:

> "The History of the lives of individual man as a branch of literature." ۳؎

انسائیکلوپیڈیا برٹینکا اور امریکانا میں سوانح عمری کی ذیل میں لکھا ہوا ہے:

> "Boigraphy, narrative which seeks, consiciously and artistically, to record the action and recreate the personality of an individual life." ۴؎

Biography may be defined as the account of and actual life." ۵؎

جانسن کے خیال میں سوانح عمری دیگر اصناف کے مقابلے میں زندگی سے زیادہ قریب ہے:

"Biography is of teh vaious kinds of narrative writing, that which

is most eagerly rend and easily applied to the purposes of life." ۶

ان تعریفوں سے اندازہ ہوتا ہے کہ سوانح عمری کسی شخصیت کے نجی احوال پر مبنی ہوتی ہے۔سوانح عمری کی جدید تعریف انسائیکلو پیڈیا برٹینکا میں یوں درج ہے:

"The new biography, in consequence was after the record of the inner life, the relation of previously unsuspected aspects of character." ۷

گویا سوانح عمری کسی شخص کی پیدائش سے لے کر موت تک کے خارجی اور داخلی کوائف (جذبات واحساسات) پر مشتمل ہوتی ہے۔سوانح نگار ایک سچے مورخ کی طرح حقیقت کو منتخب کرتا ہے اور ایک ماہر تخلیقی فنکار کی طرح دلفریب پیرایہ میں بیان کرتا ہے۔وہ حاصل مواد کا استعمال اس طرح کرتا ہے کہ شخصیت مذکورہ کے خط وخال سچائی اور دیانت کی روشنی میں پوری آب وتاب سے جلوہ گر ہوں۔

جانسن کے خیال میں کامیاب سوانح عمریاں موضوع،مواد اور اندازِ بیان کا حسین امتزاج ہوتی ہیں:

"Which tell not how any man balance great but how he was made happy, not how he lost the favour his prince, but how he became discontented with himself." ۸

سوانح عمری میں موضوع بنیادی اہمیت کا حامل ہوتا ہے۔موضوع کے انتخاب میں سوانح نگار کو دانش،دیانت اور غیر جانبداری سے کام لینا ہوتا ہے۔عموماً ایسی شخصیت کو موضوع قلم بنایا جاتا ہے جنہیں سوانح نگار نہ صرف جانتا ہے بلکہ جن سے وہ عقیدت کا رشتہ بھی رکھتا ہے۔بعض اوقات مذہبی تعلق اور جاہ وحشمت کی خواہش بھی سوانح نگاری کی تحریک پیدا کرتی ہے۔قدیم دور میں سوانح نگاری کے موضوعات عموماً بزرگانِ دین اور عمائدین حکومت تھے مگر وقت کے ساتھ ساتھ بادشاہ قومی وسیاسی اور مذہبی شخصیات کے ساتھ ساتھ شاعر،ادیب،سپاہی اور عام انسانوں پر قلم اٹھانے کا رواج ہونے لگا۔

سوانح نگار کا موضوع کوئی بھی ہو اسے اپنے موضوع سے دلچسپی،خلوص اور ہمدردی بھی ضروری ہے:

"Most first-rate biographies have been written by persons sympathic to their subjects." ۹

خلوص اور ہمدردی کا مطلب جانبداری یا قصیدہ خوانی نہیں بلکہ ہیرو کے کردار کا غیر جانبداری سے مطالعہ اور شخصیت کی سچی تصویر سامنے لانا ہے۔غیر جانبداری کے لیے آزادیٔ قلم کا ہونا امرِ لازم ہے۔

موضوع کے انتخاب کے وقت شخصیت کے تصورات ونظریات سے مطابقت کا مسئلہ بھی سوانح نگار کو درپیش ہوتا ہے کیونکہ سوانح نگار اور موضوع کے نظریات میں عدم مطابقت موضوع کے محاسن کو معائب میں بدل سکتی ہے۔اس لیے سوانح نگار کی اپنے موضوع سے ذہنی مطابقت ضروری ہے۔یعنی کسی شاعر کی سوانح لکھنے کے لئے شاعری سے دلچسپی ہونا ضروری ہے۔اس سلسلے میں ولیم بائرڈ (William Bayard) لکھتا ہے:

"Every biographer projects, his own prepossessions and desires to his conception of the carrier of his hero." ۱۰

موضوع جو بھی ہو سوانح نگار کے جذبہ و احساس میں شدت اور تنقیدی شعور میں گہرائی ہونی چاہیے تاکہ وہ اپنے موضوع کی شخصیات کا نقش بٹھا سکے۔ جس کے لیے موزوں مواد کے ساتھ ساتھ اندازِ بیان کا دلکش ہونا بھی ضروری ہے۔

موضوع کے انتخاب کے ساتھ ساتھ مواد کی اہمیت بھی پیش نظر رہنی چاہیے ایسے موضوع کے انتخاب سے اجتناب برتنا چاہیے جس میں مواد کا حصول ممکن نہ ہو۔ اس شخصیت کا انتخاب کیا جائے جو نمایاں ہو جن پر خاطر خواہ مواد موجود ہو یا جس کا واضح امکان ہوتا ہے۔ ایسی شخصیات کی سوانح عمریاں دلچسپ اور سبق آموز ہوتی ہیں جن کی زندگی مسلسل نشیب و فراز سے دوچار رہی ہو۔ اس ضمن میں ڈاکٹر ممتاز فاخرہ لکھتی ہیں: ''سوانح نگار کو جس قسم کا مواد فراہم کیا جائے گا سوانح عمری کا معیار بھی اس پائے کا ہوگا۔'' ۱۱

سوانح نگار اپنے موضوع کے متعلق مواد فراہم کرنے کے لیے مختلف ماخذوں سے رابطہ کرتا ہے۔ خودنوشت تحریریں، روزنامچے، یادداشتیں، خطوط اور اسی نوع کی دیگر تحریریں اس ذیل میں آتی ہیں۔ خود شخصیت کے اقوال و اعمال، گفتار و کردار یا لطائف و ظرائف وغیرہ بھی مددگار رہتے ہیں۔ احباب، معاصرین، اخبارات اور رسائل وغیرہ کے ذریعے بھی صاحب سوانح کے متعلق معلومات فراہم کی جاسکتی ہیں۔ اس کے علاوہ سوانح نگار کی ذاتی معلومات اگر اس کا صاحب سوانح سے کوئی قریبی رشتہ رہا ہو۔ دوسروں کی باتوں پر بھی تحقیق کے بعد اعتماد کیا جاسکتا ہے۔

درج بالا بیان کیے گئے تمام ماٰخذ میں سے خودنوشت تحریروں کی اہمیت سب سے زیادہ ہے کیونکہ ان میں اکثر بڑی معلومات مل جاتی ہیں مگر ان معلومات کو تنقید کی کسوٹی پر پرکھے بغیر استعمال نہیں کیا جاسکتا۔ جان۔ اے۔ گراٹے بیان کرتا ہے:

"Most valuable are the subjects own writings of course no one else know as much about as he himself knew." ۱۲

روزنامچوں اور یادداشتوں کے سہارے کے بغیر شخصیت کی مکمل تعمیر ممکن نہیں۔ ورجینا وولف Verginia Wolf کا خیال ہے کہ یادداشتیں مرتب کرنے والا یادداشت میں غیرارادی طور پر اپنے خیالات اور کردار پر اظہار خیال کرتا ہے۔ وہ بیان کرتا ہے:

"A diarist easily falls in the habit of recording certain types of feelings and neglecting others perhaps equally common, therefore leaving a record that is essentially unbalanced." ۱۳

سوانح نگار روزنامچوں اور یادداشتوں کی مدد سے واقعات کو ترتیب وار پیش کرسکتا ہے۔ لیکن یہ ضروری نہیں ہے کہ ان سے حاصل شدہ مواد صاحبِ سوانح کی شخصیت کے ہر رخ کو پیش کرسکے پھر بھی واقعات کو سمجھنے اور تاریخوں کی تصدیق میں اس مواد سے مدد ملتی ہے۔

سوانح عمری کے مواد کی حیثیت سے خطوط کو مشرق و مغرب دونوں جگہ اہمیت حاصل ہے کیونکہ ان سے ''فرد'' کی تہہ در تہہ شخصیت کے متعلق معلومات کے علاوہ معاصرین اور احباب کے متعلق مواد بھی ملتا ہے۔

"Letters show a man in one from of interection with his

contemporaries, and thus offer insights into his personality

that more self centred personal document do not." ؁۱۴

سوانح نگار کو خطوط سے مواد حاصل کرتے وقت ان خطوط کا انتخاب کرنا چاہیے جو براہِ راست موضوع کی شخصیت پر روشنی ڈالتے ہوں۔ روز نامچوں، یادداشتوں اور خطوط کے علاوہ موضوع کی دوسری تحریریں اور تقریریں بھی سوانح نگار کی معاون ثابت ہوسکتی ہیں۔ کسی بھی فنکار کی تحریر و تقاریر اس کے خیالات کی بھرپور عکاس ہوتی ہیں۔ خطوط، روز نامچے اور یادداشتیں اگر موضوع کی دلی کیفیات کی آئینہ دار ہوتی ہیں تو دوسری تحریریں فکری اور فنی صلاحیتوں کا پتا دیتی ہیں۔ سوانح نگار موضوع سے متعلق معلومات صاحب موضوع کے خاندان کے دیگر افراد سے بھی حاصل کرسکتا ہے۔ خصوصی طور پر وہ مواد جو خاندان کے کسی فرد نے بطور یادگار مرتب کیا ہو۔ سوانح نگار ملفوظات کو فوراً قلم بند کرے تاکہ وہ اس کے ذاتی رنگ سے متاثر نہ ہوں۔ ایسے اقوال وارشادات منتخب کرے جن سے صاحب موضوع کے افکار اور کردار و گفتار پر روشنی پڑتی ہو۔

معاصرین کی شہادت اور موضوع سے متعلق اخبار و رسائل کے تراشے بھی مواد کی فراہمی میں مددگار ثابت ہوتے ہیں۔ مگر سوانح نگار کو ان تحریروں کے پس پردہ محبت وعقیدت یا نفرت و حسد سے دامن بچا کر چلتے ہوئے غیر جذباتی اور تجزیاتی انداز اختیار کرنا چاہیے۔ کیونکہ ایک ایماندار سوانح نگار قابل قدر نقاد بھی ہوتا ہے۔

انسانی زندگی معاملات، واقعات، حادثات اور مسائل کا مجموعہ ہے۔ سوانح نگار کے لیے اپنے ہیرو کی زندگی کا معمولی سے معمولی واقعہ بھی کشش رکھتا ہے کیونکہ ہر واقعہ کردار کے کسی نہ کسی پہلو پر روشنی ڈالتا ہے اور اکثر جزوی تفصیلات بھی اہم مواد کی شکل میں سامنے آتیں ہیں۔ تاہم سوانح نگار کو صرف ان واقعات کا انتخاب کرنا ہوتا ہے جو شخصیت کی بھرپور تعمیر کرسکیں۔ اگر سوانح نگار حد درجہ عقیدت مندی اور جانبداری سے کام لیتے ہوئے ایسے واقعات منتخب کرے جو اس کی نظر میں مستحسن ہوں تو ایسی سوانح عمری صداقت اور سچائی کے معیار سے گر جائے گی۔ سوانح نگار کا فرض ہے کہ وہ واقعات کو اس خوش اسلوبی سے ترتیب دے کہ واقعات میں ربط و تسلسل قائم رہے مگر خشک اور بے جان واقعات کے بیان میں سچائی اور اظہار بیان کی خوبی سی وہ دلکشی پیدا کرے کہ سوانح میں تصویر کشی کی کیفیت پیدا ہو جائے۔ سوانح نگاری میں بحیثیت فن موضوع اور مواد کے بعد اہمیت اسلوب بیان کو ہی حاصل ہے۔

اسلوب دراصل شخصیت کے انعکاس کا نام ہے۔ بفن (Buffon) اس خیال سے اتفاق کرتا ہے کہ اسلوب کے ذریعے سوانح نگار کی شخصیت کے مختلف پہلو سامنے آتے ہیں:

"Style is the man himself." ؁۱۵

اسلوب بیان سے نہ صرف مصنف کی شخصیت کا اظہار ہوتا ہے بلکہ موضوع کی شخصیت بھی اسلوب ہی کے ذریعے سامنے آتی ہے۔ بڑی سے بڑی شخصیت باوجود وافر مواد کی موجودگی، سوانح نگار کی کوتاہ قلمی اور طرزِ ادا کی بدسلیقگی سے مجروح ہوسکتی ہے۔ کیونکہ ایل لوکس (L - Lucas) کے خیال میں اسلوب ہی شخصیت کا اچھا ترجمان ہوتا ہے:

"Heigt of style is the echo of a great personality." ؁۱۶

اس ضمن میں ڈاکٹر فاخرہ ممتاز بیان کرتی ہیں: ''اسلوب سوانح نگار کی کسوٹی ہے۔'' ؁۱۷

سوانح عمری میں نہ تو سادہ سپاٹ اسلوب کی گنجائش ہوتی ہے اور نہ ہی قانونی نکتہ سنجی کی۔ نہ

ہی ایسے اسلوب کی جس کی بنیاد تخیل پر ہو۔سوانح نگار کے قلم میں تازگی اور شگفتہ بیانی ہی سوانحی اسلوب کی لازمی شرط ہے۔کسی مقام پر یہ احساس نہیں ہونا چاہیے کہ وہ کسی دقیق یا خشک مسئلہ میں الجھا ہوا ہے کیونکہ شخصیت کتنی ہی دلکش کیوں نہ ہو اسلوب کا کھردرا پن قاری کی دلچسپی ختم کر دے گا۔اسلوب میں شادابی اور شگفتگی کے ساتھ ساتھ حفظ مراتب کا پورا پورا خیال رکھا جاتا ہے۔نثار احمد فاروقی کے نزدیک: ''اسلوب میں الفاظ کی ترتیب و انتخاب کا سلیقہ بڑی اہمیت رکھتا ہے۔'' ۱۸

انتخاب الفاظ کے سلسلہ میں ہومر (Homer) کی رائے ملاحظہ ہو:

"Nor can one word be changed but for a worse." ۱۹

سوئفٹ نے اسلوب کی تعریف ان الفاظ میں کی ہے:

"Proper words in proper place." ۲۰

سوانح نگار کو الفاظ کے انتخاب اور ترتیب کی طرف خصوصی توجہ دینی چاہیے۔عظیم شخصیت محض اسلوب کی وجہ سے بے وقعت ہو سکتی ہے۔متوازن اور مناسب اسلوب جہاں سوانح نگار کو کامیابی کی منزلوں سے ہم کنار کرتا ہے، وہاں الفاظ کے انتخاب اور ترتیب میں برتی گئی لاپرواہی شخصیت کو مجروح کرے یا نہ کرے سوانح نگار کو ضرور رسوا کر سکتی ہے۔مختصر یہ کہ سوانح نگار کو ایک اچھے مصور کی طرح نفرت و عقیدت کے جذبات سے بلند ہو کر غیر جانبداری کے ساتھ ہیرو کی شخصیت کی صحیح لفظی تصویر کشی کرنی چاہیے کیونکہ بقول جون اے گیراٹے:

"The great charm of all biography is the truth, told simply, directly, boldly, charitably." ۲۱

دوسری اصناف کی طرح سوانح عمری بھی ایک ادبی صنف ہے اور ہر زبان کے ادب میں خصوصی مرتبہ کی حامل رہی ہے۔خودنوشت سوانح عمری کا درجہ بھی اس سے کم نہیں ہے۔دونوں کی مقبولیت یکساں رہی ہے۔خودنوشت یا آپ بیتی سوانح عمری کی وہ شکل ہے جس میں سوانح نگار کی حیثیت ہیرو کی ہوتی ہے۔روزنامچوں، یادداشتوں، مکاتیب اور سفرناموں وغیرہ کا شمار خودنوشت سوانح عمری کے خام مواد کی حیثیت سے ہوتا ہے۔دیکھنا یہ ہے کہ خودنوشت سوانح عمری کو سوانح نگاری میں کیا مقام حاصل ہے۔

سوال یہ ابھرتا ہے کہ خودنوشت کس حد تک سچائی کی حامل ہے۔آپ بیتی لکھنے والے سے عموماً یہ توقع کی جاتی ہے کہ وہ اپنی زندگی میں رونما ہونے والے واقعات کو کسی کمی و بیشی کے بغیر بیان کرے گا مگر ایسا کم ہی وقوع پذیر ہوتا ہے۔اکثر مصنفین اپنی ذات کا سکہ بٹھانے کے لیے مبالغہ آرائی سے کام لیتے ہیں اور کبھی انکساری میں اپنی شخصیت کے صحیح نقوش کو ابھرنے کا موقع نہیں دیتے۔ایسی شخصیات خال ہی نظر آئیں گی جنھوں نے شعوری طور پر اپنی کمزوری پر پردہ ڈالنے کی کوشش کی ہے۔اس ضمن میں ڈاکٹر ممتاز فاخرہ بیان کرتی ہیں:

''آپ بیتی اس وقت مکمل، کامیاب اور دلکش ہوتی ہے جب ہیرو اپنے ذاتی حالات کو بلا کم و کاست بیان کرے ورنہ واقعات اور کارناموں میں مبالغہ آرائی آپ بیتی کو آپ بیتی نہیں بلکہ افسانہ بنا دے گی۔'' ۲۲

آپ بیتی میں سچائی ناگزیر ہونے کے بعد جو سوال سامنے ابھرتا ہے وہ یہ ہے کہ آیا آپ بیتی کو عام سوانح عمری پر ترجیح حاصل ہے یا

نہیں۔اس سلسلہ میں جانسن نے آپ بیتی کوسوانح عمری پر ترجیح دی ہے۔سید سلمان ندوی نے خودنوشت سوانح عمری کوسوانح عمری سے زیادہ معتبر بتایا ہے۔چنانچہ وہ ''مکاتیب شبلی'' مرتب کرتے ہوئے آپ بیتی کے متعلق اس طرح اظہارِخیال کرتے ہیں:

''تاریخی انسانوں کے حالات اورصاحب سوانح کی زندگی جاننے کا ایک ذریعہ ان کی بائیوگرافی اورسوانح عمریاں ہیں۔ لیکن درحقیقت سوانح نگار کا قلم اپنے ہیرو کی زندگی کا جومرقع کھینچتا ہے وہ صرف اس کے ظاہری خط وخال کی نقاشی ہوتی ہے۔عمق قلب کے اندر جو رموز واسرار ہیں اور جن سے اصل میں ''انسانیت'' عبارت ہے،ان کی تصویر کشی کے لیے جو رنگ درکار ہے وہ دوسروں کو میسر نہیں آسکتا۔انسانوں کی خودنوشت سوانح عمریاں (آٹو بائیوگرافی) ایک حد تک اس کی تلافی کرتی ہیں۔'' ۲۳

مختصر طور پر یہ کہا جاسکتا ہے کہ خودنوشت سوانح عمری کسی سوانح نگار کوصاحب سوانح کے باطنی اسرار ورموز کو جاننے اور سمجھنے میں مدد دیتی ہے۔اس کی مدد سے شخصیت کے ہر پہلو کا مطالعہ آسان ہوجاتا ہے۔یہ وہ آئینہ ہے جس میں صاحب سوانح کی شخصیت کے خدوخال کا عکس دیکھا جاسکتا ہے۔بعض خودنوشت سوانح عمریوں کے مطالعہ کے بعد یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ ان میں غیر معمولی انکشاف ذات اور صدق گوئی کی کوشش کی گئی ہے۔یہی سچائی بسااوقات خودنوشت سوانح عمریوں کو زندہ وجاوید کرجاتی ہے۔

بعض سوانح عمریاں تاجرانہ مقاصد کے پیش نظر لکھی جاتی ہیں۔تاجرانہ مقاصد کے تحت شائع ہونے والی سوانح عمریاں ہر زبان کے ادب میں وافر مقدار میں موجود ہیں۔یہ رجحان یورپ میں سب سے پہلے انیسویں صدی میں شروع ہوا اور اسی صدی کے آخر اور بیسویں صدی کے اوائل میں اردو ادب میں بھی اس کی مثالیں سامنے آنے لگیں جب ایسے موضوعات منتخب کیے گئے جو پہلے سے ہی قومی، مذہبی یا سیاسی شہرت حاصل کرچکے تھے۔اس قسم کی سوانح عمریوں میں سوانح نگار اپنی منفعت کو پیش نظر رکھتا ہے۔اس قسم کی سوانح عمریاں کوئی عظمت، گہرائی یا جذبے کی سچائی کی حامل نہیں ہوتیں۔اکثر سوانح نگار موضوع کے متعلق مواد فراہم کرنے کی کوشش ہی نہیں کرتے بلکہ گزشتہ مواد کو سامنے رکھ کر نئی سوانح عمری مرتب کردیتے ہیں۔امریکہ میں ''لنکن'' اور روس میں ''لینن'' کی سوانح عمریاں اسی ذیل میں آتی ہیں جبکہ اردو ادب میں مذہبی سوانح عمریاں اسی قبیل سے تعلق رکھتی ہیں۔

بعض مصنف حکومت وقت کی خوشنودی حاصل کرنے کے لیے سوانح عمریاں مرتب کرتے ہیں۔اس ضمن میں نپولین،لنکن، گاندھی،نہرو اور اندرا گاندھی کے متعلق تحریر کی جانے والی سوانح عمریاں مثال کے طور پر پیش کی جاسکتی ہیں۔اس قسم کی سوانح عمریوں میں سوانح نگار فن اور موضوع دونوں کے ساتھ انصاف نہیں کرسکتا اور یہ چیز ان سوانح عمریوں میں بھی نظر آتی ہے۔کبھی کبھار کچھ لوگ اپنی سوانح عمری خود قلم بند کراتے ہیں۔ان کا مقصد غالباً نام ونمود اور شہرت ہوتا ہے۔اس قبیل کی سوانح میں بھی مصنف کا اپنے موضوع کے ساتھ انصاف برتنا ناممکن سی بات ہے۔

عالمانہ سوانح عمریاں قلم بند کرنے کے لئے سوانح نگار کو سالہا سال مواد کی فراہمی میں صرف کرنا پڑتے ہیں۔واقعات کے انتخاب اور جزئیات کے چناؤ کے صبر آزما مراحل سے گزرنا پڑتا ہے۔پھر بھی ضروری نہیں کہ وہ ایک کامیاب سوانح عمری ہو۔اس قسم کی سوانح عمریاں ادب، سیاست یا کسی اور میدان میں کارہائے نمایاں انجام دینے والی شخصیتوں کی لکھی جاتی ہیں جن کی شخصیت اور کردار دونوں مکمل ہوں۔اگر ہیرو کی شخصیت باعمل اور متحرک نہ ہوگی تو سوانح نگار کو اس کے متعلق مواد کی فراہمی میں دقت ہوگی۔کبھی کبھی مواد کی زیادتی بھی سوانح نگار کے

لیے مشکلات پیدا کرتی ہے۔انگریزی ادب میں چارلس ڈارون کی سوانح عمری نامناسب تفصیلات کے باعث غیر دلچسپ رہی جبکہ جانسن کی جیمس باس ول(James Bose well) مواد کی بھرمار کے باوجود تفصیلات اور جزئیات کے انتخاب کی خوبی کے باعث فن کی معراج بن گئی۔ اردو ادب میں حالی کی ''حیاتِ جاوید'' اور شبلی کی ''الفاروق'' اسی طور فنی محاسن سے لبریز سوانح عمریاں ہیں۔

یادداشتیں، روزنامچے اور مراسلات سوانح عمری میں خام مواد کا کام دیتے ہیں کہ موضوع کی خودنوشت سوانح عمری یا سوانح عمری کی عدم موجودگی میں ان سے استفادہ کیا جا سکتا ہے۔ان میں شعوری یا غیر شعوری طور پر مصنف کے کردار و گفتار پر روشنی پڑتی ہے جبکہ خطوط یا مراسلات کا یہ درجہ نہیں ہے۔خطوط میں مکتوب الیہ اور مکتوب نگار کے باہمی تعلقات کی بھرپور جھلک ہوتی ہے اور ہر شخص غالبؔ نہیں ہو سکتا جو خطوط میں اپنی ذات کو پوشیدہ نہ رکھ سکے۔

یادداشت میں واقعات کی حیثیت اضافی ہوتی ہے۔مصنف اپنی زندگی کا ہر اہم اور غیر اہم واقعہ قلم بند کرتا جاتا ہے کیونکہ یادداشت نویس کو یہ اندیشہ نہیں ہوتا کہ یہ کسی دوسرے کے مطالعہ میں آسکیں گی۔اس لیے وہ اکثر اپنے نجی حالات بھی بے تکلفی سے قلم بند کرتا جاتا ہے جو اس شخص کی سوانح عمری کے لیے خام مواد مہیا کرنے کا موجب بنتے ہیں۔

روزنامچے اور جرنل یادداشتوں کی نسبت زیادہ بسیط ہوتے ہیں۔یادداشت نویس کے برعکس روزنامچہ نگار واقعات کو تاریخ وار قلم بند کرتا ہے۔بعض اوقات روزنامچے اپنی دلچسپی اور پرکاری میں یادداشتوں سے بھی زیادہ اہمیت کے حامل ہو جاتے ہیں۔انگریزی ادب میں پیپس (Pepys) اور ایولن (Evelyn) کے روزنامچے۲۴ اردو ادب میں اس کی جھلک سید مظہر علی سندیلوی کے روزنامچے میں نظر آتی ہے۔ واقعات کی ترتیب تسلسل اور استشناد کے لحاظ سے یہ مکمل روزنامچے کی حیثیت رکھتا ہے۔

شخصی مرقعے کا ذکر اکثر سوانح عمری کے ساتھ کیا جاتا ہے۔یہ انگریزی ادب سے مستعار ہے۔انگریزی میں لفظ (scatch) سکیچ کے لیے اردو ادب میں خاکہ، شخصی مرقعے یا قلمی تصویر وغیرہ کی اصطلاحیں رائج ہیں۔سوانح نگاری اور خاکہ نگاری کا فنی معیار ایک ہی ہے۔سوانح عمری میں خاکے کی گنجائش ہوتی ہے لیکن خاکے میں سوانح عمری کا انداز نہیں ملتا۔سوانح عمری میں فرد کی حیات کے تقریباً تمام پہلوؤں کو اجاگر کیا جاتا ہے۔اس کے علاوہ اس کے ذیلی اثرات افتادِ طبع اور خارجی اثرات اور ان کے ردِعمل کے بیان کے علاوہ بہت سے واقعات، حادثات جو اضافی حیثیت رکھتے ہیں، زیرِ بحث آجاتے ہیں لیکن شخصی مرقع اس کا متحمل نہیں ہو سکتا۔اس میں ہیرو کی زندگی کا صرف ایک یا چند مخصوص پہلو ملتے ہیں۔ڈاکٹر شاہ علی سوانح نگاری اور خاکہ نگاری کا فرق ان الفاظ میں واضح کرتے ہیں:

> ''سیرت ایک قدِ آدم تصویر ہے اور شخصی مرقعے صرف چہرے کے کسی ایک رخ سے ایک ہلکی مختصر جھلک جو زیادہ تر مرقع نگار کے اپنے تصور کی ترجمانی کرتی ہے۔لیکن یہ تصویر اس کی سوجھ بوجھ اور قوتِ متخیلہ وغیرہ کا نتیجہ ہوتا ہے اور ایسے پہلوؤں کو اجاگر کرتا ہے جس سے شخصیت کا ایک عمدہ تصور خود پڑھنے والے کے ذہن میں قائم ہو سکے۔'' ۲۵

اس لیے خاکہ نگار کے لیے ضروری نہیں کہ وہ ہیرو کے متعلق تفصیلی واقعات اور جزئیات کی تحقیق کرے اور نہ ہی ہیرو کے احساسات و جذبات کے مشاہدے و مطالعے کے لیے سایہ کی طرح اس کے ساتھ رہنے کی ضرورت ہے بلکہ حیات پر ایک سرسری نظر ہی کافی ہے۔وہ کسی بھی واقعہ کو اس انداز سے مفید بنا سکتا ہے کہ ہیرو کی شخصیت کا بھرپور عکس پیش کر سکے۔

نہایت اختصار سے اس بحث کو یوں سمیٹا جا سکتا ہے کہ سوانحی خاکوں کی تشکیل میں انگریزی ادب میں لٹن اسٹریچی کا کردار اہم ہے۔ اردو ادب میں فرحت اللہ بیگ کی ''نذیر احمد کی کہانی، کچھ میری کچھ ان کی زبانی'' طویل سوانحی خاکے کی نمائندگی کرتی ہے۔ مختصر خاکہ نگاری میں مولوی عبدالحق کے ''چند ہم عصر'' رشید احمد کی ''گنج ہائے گرانمایہ''، عصمت چغتائی کے ''دوزخی'' نے مختصر سوانحی خاکوں کے معیار کو بلند کر کے ہمارے ادب کے دامن کو وسعت عطا کی ہے۔

## حواشی وحوالہ جات

۱ Harold Nicolson "The Development of English Biography", London, The Hagarth Press, 1968, p.71.

۲ Ibid,p.71.

۳ Ibid, p.7.

۴ Encyclopedia Britanica-Vol.III, 1971, p.636.

Encyclopedia Americana-Vol.III, 1971, p.636

۵

۶ James L. Edited Cliffored-Biography as an art, New York, Oxford University press, 1962.Page:27.

۷ Encyclopedia Britanica-Vol.III, 1971, p.640.

۸ Encyclopedia Britanica-Vol.III, 1971, p.636.

۹ John A.Garraty, The Nature of Biography, Great Britain, 1958, p.139-40

۱۰ Ibid p.136

۱۱ ممتاز فاخرہ، ڈاکٹر، اردو میں فن سوانح نگاری (۱۹۱۴ تا ۱۹۷۵ء)، دہلی، رونق پبلشنگ ہاؤس، ۱۹۸۴ء، ص: ۲۶

۱۲ John A.Garraty,The Nature of Biography, p.149

۱۳ Ibid p.160

۱۴ Ibid p.162

۱۵ Middleton Murry, The problem of style, London, Oxford University Press, 1925, p.14

۱۶ L. Lucas, Style, London, Cassel & Co. Ltd., 1956, p.50

۱۷۔ ممتاز فاخرہ، ڈاکٹر، اردو میں فن سوانح نگاری (۱۹۱۴ تا ۱۹۷۵ء)، دہلی، رونق پبلشنگ ہاؤس، ۱۹۸۴ء، ص: ۳۲

۱۸۔ فاروقی، نثار احمد، دید و دریافت، دہلی، یونین پرنٹنگ پریس، ۱۹۶۴ء، ص: ۲۱۲

۱۹۔ ایضاً، ص ۲۱۲

۲۰۔ ایضاً، ص ۲۱۳

۱۲۔ John, A. Garraty, The nature of biography, p.198

۲۲۔ ممتاز فاخرہ، ڈاکٹر، اردو میں فن سوانح نگاری، (۱۹۱۴ تا ۱۹۷۵ء)، دہلی، رونق پبلشنگ ہاؤس، ۱۹۸۴ء، ص: ۴۰

۲۳۔ سید سلیمان ندوی، مرتبہ: مکاتیبِ شبلی، اعظم گڑھ، مطبع معارف، ۱۹۲۸ء، ص: ۱

۲۴۔ شاہ علی، ڈاکٹر، اردو میں سوانح نگاری، کراچی، انجمن پریس، ۱۹۶۱ء، ص: ۸۲

۲۵۔ ایضاً، ص: ۸۷